



فہرست مضامین

نمبر شمار	مضمون	صفحہ
۱	ذکر بہار	۱
۲	رونق افروزی حضرت رسالت پناہ وسلم	۲
۳	نعت	۶
۴	شدائد بیوگان و یتیمان	۲۲
۵	حمد حضرت باری تعالیٰ	۲۹
۶	حالات اہل دنیا	۳۲
۷	مناجات	۵۰
۸	اوصاف جہاں پناہ ظل اللہ و ظلمہ العالی	۶۱
۹	تذکرہ اصلاحات مملکت ابد مدت جو عہدہ ہایں جنہ ظل اللہ تعالیٰ ظہور پذیر ہوئے	۶۴
۱۰	دعائے دولت	۷۹



آگئی کیا صدقے اس آواز کے

منہ میں ایکوں یہ زبان خاموش ہے

شاہر قصہ کا لب لباب دیکھئے

اٹھ گئے آنکھوں سے پرے راز کے

آج بحر معرفت کو جوش ہے

غنیہ خاطر کا کھیلنا دیکھئے

نالہ شب رشک سنبل ہو گئے

شامہ رشک گلستاں بن گیا

ذائقہ کے ہوش پڑاں ہو گئے

سامعہ کے بھی خطا اوسان ہیں

ہے مئے عرفاں کا آنکھوں میں خار

یہ پھڑکنا بھی مفتام غور ہے

واہمہ نیرنگیوں میں طاق ہے

داغ حسرت غیرت گل ہو گئے

ناطقہ مرغ خوش اکاں بن گیا

لوگ میٹھی نیند لیکر سو گئے

نغمہ شادی سے بہرے کان ہیں

باصرہ کرتا ہے اش اش بار بار

لامے کارنگ ہی کچھ اور ہے

بعض کہتے ہیں وہ خود خلاق ہے

خاک اُڑا کر تہی تھی دروز و شب جہاں
 کام دل کو خوفِ ناکامی نہیں
 اب کہاں وہ نفسِ امارہ کا جوش
 کیا ملے احباب کو لطفِ بہار
 ورنہ لطفِ باغِ دنیا دیکھتے
 شاہدِ گل کی سواری آگئی
 یک بیگ یوں قلب کی چٹکی ملی

نامیہ نے وہاں لگائے بوستاں
 دُہن ہے پکی عزم میں خام نہیں
 پھول کا کرتے ہیں سودا بیفروش
 خود میرے مد نظر ہے اختصار
 میں تماشہ کیا دکھاتا دیکھتے
 اسے وہ لوبا د بہاری آگئی
 بول اٹھی گھبرا کے بلبلیں یا اُٹلی

اُف وہ حسن و عشق کے راز و نیا

خود بخودیوں بابِ جنت کھل گئے

آسمان سے جب ملک باہر چلے

کہکشاں نے نکھول کر زریں علم

شمع مہ روشن سہرا باز رہے

چار جانب بیرقیں ہیں نور کی

زین کا جلوہ ہے براق نور پر

دم بخود ہے آسمانِ حیلہ ساز

یک بیک درہائے رحمت کھل گئے

ساتھ اختر اکہ لے لے کر چلے

وی صدا قربانِ نفسِ منت شوم

مہر بھی شعل لئے تیار ہے

تجسلی جن میں برقِ طور کی

یا کہ ہے تجسلیِ طور پر

ہم غماں سے فتح نصرت ہمزکاب

سر پہ تاج غایتت جہلوہ گر

آگے آگے ہیں ملک صرف ثنا

ہمت مرداں کا جو شجہ چیم

سر پہ چتر سایہ فیضیل خدا

ہے قضا اک سمت اک جانب قہر

مقتضائے آفرینش جوڑے ہاتھ

بیش ویر ہیں آفتاب و ماہتاب

جلعت لولاک اس کے زیب

پیچھے پیچھے اولیا و اوصیا

پشت پر امدا و مولائی سپر

چشم امید دو عالم فرشتہ پا

اک طرف شان الہی جہلوہ گر

غلت غائی غفلت ساتھ ساتھ

ہمعناں روح القدس اخلاص کش

مجمع حورو ملائک گرد و پیش

ایک جانب حضرت جبریل ہیں

اک طرف میکائیل و اسرافیل ہیں

ظرف و گویاں مکمل علی

دیتے ہیں قدسی یہ بڑھ بڑھ کر صدا



پڑ گئی بنیاد حق کی راہ کی



یہ سواری ہے رسول آمد کی

وہ نبی خاتم خطباء اُمی لقب

پاک دل طیب حسب اہرب

لکھے اُس شیعہ کا سزا پا کوئی کیا

جس کا ہمتا ہی زمانے میں نہ تھا

آہ یہ دریا سے تاپیدا کسار

ماہر فن ہوں نہ میں اہل زبان

مجھ کو تو لب بھی ملانا بارہے

باتیں سن لی تھیں جو کچھ استادے

ہاں مگر ہے چونکہ اک کارِ ثواب

اہل عرفاں چھپکے بیٹھے ہیں کہاں

مذکرہ ہے صاحبِ لاک کا

اور یہ عیدِ ذیل و خاکسار

میں کہاں لطفِ سخن گوئی کہاں

ہے زباں کہنے کو پر بیکارہے

وہ بھی اب جاتی رہی میں یاد سے

چاہتا ہے دل کہ کر لوں اکتساب

گو نج اٹھے صلّ علی سے آسمان

کیا مرقع ہے رسول پاک کا



وہ نبیؐ جو مالکِ نار و جنال

وہ نبیؐ جو تیکہ گاہِ مرسلال



تھی صفاتِ حق سراپا کی نوا

اس کا سر سرچشمہ اسرار تھا

جن پہ تھا چشمِ بصیرت کا کمال

مانگیاں حق کی سر بازار تھی

وہ جہیں اجلال میں جو برقِ طور

مصلحت سے تھی نہ خالی حکمت

نور اس کا منبع انوار تھا

گیسوؤں کے حلقے ایسے صنوفِ نال

مانگ کیا تھی مطلعِ انوار تھی

بچکا پڑتا تھا جہیں سے حق کا نور

دیکھ لیں موسیٰ تو غش کھائے نگیں

آتا کیا اس کے ارادہ نہیں خلل

بچشمہ حیواں کُجا آنکھیں کُجا

خامہ قدر سے لایں صا دے

ماعرَفْنَا کیوں نہ کہتے مصطفیٰ

وہ نظر آساں تھی جس میں ہر بڑی

تھے پوٹے عیب پوش کا ستا

لَنْ تَرَانِي کے مرے آنے نگیں

ابروں پر بھی نہ آیا جس کے بل

وہ شنیدہ ہے یہ دیدہ جستہ

آنکھیں دوپٹے تھے عدل و داد کے

پر وہ آنکھوں کے لئے پلکوں کا تھا

کر دیا زندہ اُسے جس پر پڑی

چاہیں تو اک تل میں کیں دین و نحور آ

اس کی مٹی منہج موجِ شمیم
 حسنِ بلبلین میں بھی تھی مٹی وہ طاق
 مٹی مٹی سے یہ عقدِ کھسلا
 گوشِ جن پر طالموں کا راز فاش
 اس کا باپ عدل و احسان باز تھا
 دونوں رخسار اس کے دکا آئینہ
 مسکرا دینا وہ اس کا زیر لب

تھی الف میں صراطِ المستقیم
 جس سے وابستہ ہی ہوئے وفاق
 رکھتا ہے نورِ بصارت شائبہ
 تھی جنہیں آفتِ رسید و کمی تلاش
 راتِ دُج و گوشِ براواز تھا
 مرکزِ شمسِ الفحیٰ بد رالدُّبجے
 جس سے دشمن کجا بھی مسکرتا تھا

وہ زباں قرآن تھا جس کا ہر زباں

ایسی لائق ایسی فائق ہو گئی

بے غرض اُس درجہ میں کا قول تھا

خج وہ جس سے وجہ قدرت آشکار

وہ گلا کیا شان دکھلانے لگا

بینہ اک مخفیۃ الہام تھا

دل کو اُس کے عرش سے نہ بچا

نطق جس کے وصف میں طرب الہی

آخرش قرآنِ ناطق ہو گئی

مع میں مابین طق حق نے کہا

کلّ شیءٍ ھالکٌ کا پر وہ دوار

نَحْنُ اقْرَبُ کَا مَرَا آنے لگا

صدر تھا یا مصدر اکرام تھا

عرش کی زینت جس کی کفش پا

جس میں دنیا بھر کا پنہاں رہا تھا

انگلیوں سے فیض کی نہریں رواں

اس کی مٹھی کنت کنت کی لہلہ

جس میں پوشیدہ تھے آیاتِ خدا

چستِ خلقِ اللہ کی خدمت کیلئے

جیٹھے بڑھتے گئے اُس کے قدم

وہ جگر ہیبت میں حج اک فرد تھا

ہاتھ فیضانِ کرامت کے نشان

وہ بتیلی بے نظیر و بے عدیل

وہ حکم جو سیرِ فاقوں میں رھا

وہ کمرِ جسمِ عبادت کے لئے

پیچھے ہٹ آئی کی کھاتی تھی قسم



وہ نبی مختص جو رحمت کے لئے

وہ نبی جو وقف امت کے لئے



بارک اللہ اسکے اخلاقِ عمیم

عفو قدرت پر غضب کا علم تھا

کسرش اس پر رگڑتے تھے جسیں

نیتِ آمیزہ صفتِ شفاف تھی

عدل کا اس کے کہاں شہرانیہ تھا

عقل کل لاریب اسکی ذات تھی

مکرو یا مفقود دنیا سے عذاب

حق بھی کہتا ہے جنہیں غل غلیم

وہ عمل و سحر بان جس پر علم تھا

دشمن جاں بھی سمجھتے تھے اس

جو طلب تھی بے غرض تھی صاف تھی

اپنے بیگانے میں فرق اصلاً تھا

عین حکمت تھی جو اس کی بات تھی

رَحْمَةً لِّلْعَالَمِينَ پامانِ خطاب

نام سے خالق کے مشتق اس کا نام

یک بیک رب کا چمک اٹھا جو نور

تار و تیر وہ مدینہ کی زمین

وہ عرب کا سرد بازار ہنسہ

پچھی باتیں موتیوں میں ٹٹل گئیں

وحی بھی دن رات پہنچانے لگے

ذات اقدس غیب میں غیب

وہ کئے جو حق کے کر نیکی تھے کام

دی صدا غار حرا نے ہو نہیں طور

بن گئی سراپا یہ عرش بریں

بن گیا کان جو اُس سر سبز

جنس ایماں کی دکانیں کھل گئیں

جبریل آنے لگے جانے لگے

سُجھایا تھا رب خود اس کا چشم و گوش

دعوت حق سے ہوا جب ترزاں

کانپ جاتا تھا جب گنہگار کا

وہ تھسل وہ مدبر وہ حیا

وہ ہایت بر محل وہ وعظ و پند

نار و دوزخ سے کبھی گھبرا دیا

کھو کر مقصود ایاں کھدیا

دہو کے دل کو آگینہ کر دیا

گونج اٹھا لبیک سے سارا جہاں

کام کرتی تھی زباں تلوار کا

وہ لطف وہ مروت وہ عطا

قول احسن اس کا سود مند

ذکر حنیت کر کے گہر تر پادیا

چپے چپے راتہ عرفاں کہ دیا

ایک اک اندھے کو بینا کر دیا

عکس نور رو سے عالم تاب کے

سریہ رحمت کی جو بدلی چھا گئی

دہریہ اخلاق کا پھیلا وہ نور

دل جو خود رانی سے سبکا اٹھ گیا

شرک سے سب کی نگاہیں مڑ گئیں

بات ایماں کی جو دل میں ٹھنک گئی

حق کی ایسی گرم بازار بنی گئی

سونے والے چونکا اٹھے خواب سے

حشیوں میں آدمیت اگئی

ہو گئیں تاریکیاں دنیا سے دور

آنکھوں سے غفلت کا پردہ اٹھ گیا

ماذہ کی دھجیاں اڑاڑ گئیں

بت پرستی خود پرستی بن گئی

جان دید کر حسریدار بن گئی

حق پسندی کے جو دل عادی ہو

جو بُرے تھے وہ بھی اچھے بن گئے

کان جب حق کے شناسا ہو گئے

ہوتے ہوتے ہو گیا فضل الہ

جمع شیدائی ہوئے مثل نجوم

حکم جو آیا کیا دل سے قبول

دُخل اپنی ذات کا اصلانہ تھا

مالِ تحصیل آزادی ہوئے

جانورِ بیچ و فرشتے بن گئے

جا بجا دیندار پیدا ہو گئے

رفتہ رفتہ مل گئی جنت کی راہ

شمع پر پروانوں کا جیسے نجوم

لب پہ قال اللہ یا قال الرسول

دُکر کچھ ماوس شمار ہی کا نہ تھا

پاک تھی نیت سخن کی جانہ تھی
 رہنما ہے جنت آنکھیں ہو گئیں
 بہر عرفاں میں جو دیکھا تو کے غرق
 دل جو وقت زادین و اداں ہو گیا
 تھی اضاے رب کی کچھ لٹا اب
 عرش سے جب قلب بکھانے لگا
 فیض حسن معرفت کا دورھتا

حلت و حرمت میں بحث اصلاً نہ تھی
 جلو و گاہ قدرت آنکھیں ہو گئیں
 دین و دنیا میں نہ پایا کچھ بھی فرق
 کار و دنیا عینِ ایماں ہو گیا
 دُکھی سے بھی ہوا حاصل ثواب
 تلخ کامی سے بھی لطف آنے لگا
 کھانے پینے کا مزہ ہی اور تھا

رحمت حق میں وہ وسعت ہوگئی

فس جس کو بیچ سمجھا تھا جہاں

سمجھے تھے انسان کو جو پر عیوب

آدمی پیلا جو آب و گل کا تھا

اُس سے دریا علم کے بہنے لگے

جس کی دوری کا جہاں کو تہا ^{یقین}

ایک ہی جلوہ قریب و دور تھا

زندگی جان عبادت ہو گئی

اس میں پایا عالم اکبر نہاں

وہ نکل آیا فرشتوں سے بھی خوب

اک نحس قطرہ سے قسمی جس کی بنا

لوگ اسے شانِ خدا کہنے لگے

اب دیکھا تھا وہ شہرِ گس و قرین

جس طرف دیکھا خدا کا نور تھا

ہو گیا باب ایک میں آشکار

خانہ ایمان کا بھی دکھایا

ایک در کی بن گئی بارہ دری

یا گیا جب علم کا شہر اک قرار

راز صغ رب و اور کھل گیا

کی عجب صانع نے بھی منتگری



جس پہ نازل رب و اور وہ نبی

جس کی بعثت انبیا مگر وہ نبی



صدقے اسکے صدقے اسکے کام کے

ہر اشارہ اس کا تھا شفیق القہر

ہاے جلوے بانی اسلام کے

ہوئے کس کس شے سے نکر اہل شر

تھا جو خود وہ ہر صفت میں مثال
پاک نیست قلب حق آگاہ کی
تھا جو دل مچو خدائے پاک ذات
سرکش اس کے غم سے گھبرا گئے
جس طرف اس نے بڑھائے اپنے ہاتھ
کی نہ پروا حاسد گمراہ کی
نگہ ننگ آپ پر آتے ہے

بن گیا اعجاز اس کلہر کمال
منہ میں تھی گویا زبان اللہ کی
بنگمی وحی آگئی لب تک جبات
گڑ گئے اس کے قدم جس جا گئے
زی صد قدرت نے میں ہی تھے تھے
فکر تھی دل کو تو خلق اللہ کی
رحم پر جسم آپ فرماتے ہے

خشک برگ گل سے وہ لبّ آہ آؤ

وہ صراحی دار گردن ہے ستم

کینا کروں ان پاک سینوں کا یل

فاقوں پر فاقوں نے توڑے یہ ستم

پالوں وہ جو واقعی تھے شمع نور

یوں تو اُن پر ہے مصیبت روزِ شب

دل میں جیبتا ہے غم سے احتلاج

زہر و چہرہ شرم سے بچی نچا ہ

خشک شل چوب بے کھا کھا غم

جان کا جن میں نہیں ناخن شان

پشت سے اُن کے ہیں پسیدہ شکم

دردِ پھر نے سے لیکن چرچور

عید میں تو ٹوٹ پڑتا ہے غضب

کبھی ہیں انڈیں کریں ہم کیا علاج

راحت آخر دو گھڑی تو چاہئے

گر نہ ہو میٹھا سلو نا ہی سہی

یکوں بڑے دل کا نہ اُنکے انتشا

منعمو بتلاو یہ مجھ کو شتاب

کچھ مال کا رکی بھی کرہئے

کیسے کیسے ان میں عالی ذات ہیں

بال ہٹکے کچھ فسانے یاد ہیں

پھول کی جان پکھڑی تو چاہئے

جاے گندم جو کا آٹا ہی سہی

یہاں تو یک نام خدا ہے برقرار

حشر میں دو گے خدا کو کیا جواب

کون ہیں یہ لوگ جن کا دُکھے

ذی شرف ہیں نیک ہیں سادات ہیں

آپ بھی تو صاحب اولاد ہیں

آپ ہوتے ہیں پریشاں کس قدر

یہ بلا کش بھی عباد اللہ ہیں

وہاں یتامی اٹھاتے ہیں جان پر

فاتحہ کش کھاتے ہیں دن رات غم

ان کی کیا تعلیم ہو کیا تربیت

صحبت بستے بچائے کون نہیں

کون سمجھائے نصیحت کون دے

روٹھ جائے آپ کا بچہ اگر

آپ کے بچے جو رشک لہیں

بہم کھلونوں میں لٹائیں مال و زر

ہوں شکم سیراہ صبح و شام ہم

مفسی نے جب بنا دی ہے نکت

راسہ سیدھا بتائے کون نہیں

چھوٹ جائیں دل تو ہمت کون دے

گوچہ کردی میں جو گزریں روزِ شنبہ

ہوں نہ یہ بدرہ تو اس کا ہے عجب

وہ نہ گر چوری کریں تو کیا کریں

ہیٹ دوزخ ہے اُسے کیونکر بھریں

ہوں جو وہ آمادہ فسق و فجور

کوئی تباہی یہ کس کا ہے قصور

کس نے کی تھی شرع کی تلقین نہیں

کس نے تباہی تھی راہِ دین انہیں

کون بہرہ و ان کا تھا تباہی

دستگیری کس نے کی فرمایے

قوم کی حس کو حسیست کچھ نہیں

دل میں در دُملک و ملت کچھ نہیں

مطلبِ ایمان سے نہ کچھ اسلام ہے

کامِ ہمس کو ہے تو اپنے کام سے

پہنیں شرط مرقت یہیں

ہاتھ لاکھون بکھوں سے دھو چکے

ہے زمانہ بھریں شہرت آپ کی

جانہیں ہرگز یہ قال قبیل کی

جیب سے ہاتھ اپنا یا ہر کیجئے

راستہ روں سب کو ہے فکر گنج ول

ہاتھ خالی شہریں جب جائیگا

مقتضائے آدمیت یہ نہیں

ہو چکے مشرکے وعدے ہو چکے

ہم بھی تو دیکھیں سخاوت آپ کی

دو ہوا ان کو حیرت بیل کی

دیجئے نہ کچھ تو دیجئے

عاقبت کا بھی ہے غافل کچھ حیا

کیا رسول اللہ کو منہ دکھلائیگا

یہ مثل اس بات کو دے اُس بات سے

قوم جانے کی بغیر لطیف نوم

خیر ہم کہ لینے فضل اللہ سے

وقت پر تاخیر کرنا ہے سست

دے انھیں کھپنہ اور عقبی راستے

کس سے آخر یہ بیان در قوم

نیچب ہیں لوگ ابھی اس راستے

ہاں مناجات اب کر فعال قسم



یا الہی یا الہی یا الہ

سے کریم کے پناہوں کے پناہ



تو ہے یکتا ذات ہے تیری صمد

فرد ہے تو ہے تو واحد تو احد

تو صمد الطاف تیرے لا نقد

صاحبِ رسم و کرم ہے تیری ذات

باطنِ باطن بھی تو ظاہر بھی تو

تیری بخشائش کی گھر گھر دھوم ہے

کوہ میں تو دشت میں تو دریاں تو

ذرہ ذرہ سے عیاں ہے تیرا نور

تجھ کو تنہائی سے کچھ وحشت نہیں

تو احد و صاف تیرے بے عدد

بے عدیل و بے بدل تیرے صفات

اولِ اول بھی تو آخر بھی تو

حالِ تیرے لطیف کا معلوم ہے

قلب میں تو سینہ میں تو سر میں تو

ہے تری قدرت کا ہر شے غلط ہو

تیری وحدت موجبِ کثرت نہیں

ہے غنی در کاترے امیدوار

حکم پیارا کام بھی پیارا ترا

تو ہے مدرک تو ہے ناظر تو بصیر

تو ہے شافی تو ہے کافی تو سلام

خشک و تر کا پالنے والا ہے تو

واقف موجود و مہر معدوم تو

تیری رحمت عاصیوں کی چارہ گہ

انگھے کا کب ہے تجھ کو انتظار

تو بھی پیارا نام بھی پیارا ترا

تو مصور تو ہے قادر تو فزیر

درد و عصیاں کی بھی دار و تیر نام

آفتوں کا ٹالنے والا ہے تو

عالم معلوم و نامعلوم تو

تیری قدرت بے پناہوں کی سپر

اللب ہلانا بھی ہے مشکل کیا کہوں

غیر کا جھگڑا نہ کچھ شکوہ ہے یہ

سیوں نہ ہو جاتی مری حالتِ سقیم

کیا کہوں کیوں حال ہے میرا غرا

سنگِ سستی کی شکایت کیا کروں

ما تھ میرا کب کا اسراف سے

اکیا کہوں کیوں ات دن بیا رہوں

کیا تباؤں حالتِ دل کیا کہوں

اپنے نفسِ شوم کا قصہ ہے یہ

ہر عملِ عکسِ احکامِ حکیم

محب کو عصیاں سے نہیں کچھ اجتناب

شرحِ حال فقر و نجات کیا کروں

خرجِ دونا ہی رہا اضعا سے

مبتلائے آفت و آزار اہل

تھی غذا جو پیٹ بھرنے کے لئے

وہ غذا سرمایہ لگا ہے

ایسا بگاڑا ہے وہن کا ذائقہ

جو عمل جاے شکر لیل و نہار

قہر ہو باورچیوں کی جان پر

جینے مرنے سے کسی کے کیا ہے کام

کسکو بیاں پروائے ننگ نام

صرف طاعت تیری کر نیکی لئے

تعمہ ترکی ہو س دن رات ہے

پھلکیاں دیتی نہیں منہ میں مزا

قلبیہ میں بھی ترشی آبِ انار

ہوا اگر زروہ نہ دسترخوان پر

حلوے مانڈے سو غرض ہے سچ و شام

پیٹ پھر لینے سے ہم کو کام ہے

حلت و حرمت کی کمی قیل و قال

جب غذا ہو گرم صادق اشتہا

ہو جو دسترخوان پر نعل وادہ کا

کہانے پینے ہی کی قال و قیل ہے

گوئے دل کو حسرت مال و مال

دین سے مطلب نہ دینا چاہئے

ہو عبث لعینت تو شہ زوری سہی

بھوکھیں جو شے ملی وہ ہے حلال

پھر کہاں کا زہد کیا افتا

پھر کے یا را ہے بسم اللہ کا

پیسے یا امر و کی نمبیل ہے

پرکے ہے رغبت کب حلال

سونے یا چاندی کا سٹھ چاہئے

ہو رسم و ہو کہہ سہی چوری سہی

نام رشوت کا ہے رکھا غمست

ایک پانی کمر نہ ہو اپنی مگر

گالیاں کہانے کا کس کو بچ ہو

رات دن ہے آنے پانی سے عرن

جمع جت تک ہونہ کچھ ماں حرام

جان ہے ایماں ہے جو کچھ بڑا ہے

رات دن ہے کمی کر کی تلاش

ہوسکوں گر پر میں دامن حبیب

غیر کو ہو جائے لاکھوں کا خضر

بیش چشم امید کا جس گنج ہو

باپے مطلب نہ بھائی سے عرن

صبح کی روٹی نہ پکے تا بہ شام

کسی اولاد اور کسی آل ہے

سیم کی گاہے گئے زر کی تلاش

یہی ہے انسان اگر دولت نہیں

بگیا ہے ایک گنجِ حرصِ مال

ختم ہے سوے آستانِ آنِ ایں

تا کہ نو حق ہو اقل میں جہل و گمراہ

وقت ہیں نامحرموں کے واسطے

اُس یہ جاری جہنمِ گالی اتہام

کھلتے ہیں وہ یادِ ظلم و ستم

عزت و وقت نہیں حرمت نہیں

سرجو تھا سرمایہٴ حُسن و خیال

تیرے سجدہ کو جو مختص تھی جنہیں

اس لئے آنکھوں سے تھا میں ہر روز

قہر ہیں وہ بھرموں کے واسطے

تھی زباں جو از پے صدقِ کلام

لب جو تھے سرمایہٴ لطف و کرم

باتھ سے کیا کیا پہونچے ہیں زیاں

سینہ جو گنجینہ اسرار رکھتا

دل جو تھا حشرِ شہ لطف و دروازہ

پاؤں گمراہی کی جن سے ہے بنا

کیسی بسم اللہ کی بھی تھی گھڑی

پڑھ لی برسوں میں جو دو رکعت نماز

منزلے دوا کے کتابی کر کے حل

تھے جو بہر دستگیری جہاں

اس میں ایک سینہ بھر ہے خلق کا

بگیا ہے مسدود شرفِ فنا

تھے کبھی بنیادِ اخلاص و وفا

پھر نظر اتیک نہ قرآن پر پڑی

دل ہی دل میں کہتے ہیں کافروں کا

جانتے ہیں ہم ہیں عالم بے بدل

جس کو چاہا اس کو کافر کہ دیا

بے ریائی کی کبھی طاعت نہ کی

سو جہتی ہے کسی کسی عاجزی

جیسے خدمتگار یا ادنیٰ غلام

وہ جو راضی ہوں تو کہنے ٹھیں خدا

راستہ میں ہی نہیں کرتے سلام

بات کرنے کی جہلا فرصت کہاں

اس کو ملعون اس کو اتر کہ دیا

بے غرض مخلوق کی خدمت کی

کام جب پیش آتا ہے کوئی

اغنیاء کے گھر پہ حاضر صبح و شام

وہ خوشامد وہ تملق بر ملا

حب نشا ہو گیا پورا جو کام

شکریہ کی قلب کو عادت کہاں

نہ پر اعدا کی وہ توصیف الامان

چہرہ پر حسن تقدس مخبلی

میٹھی میٹھی باتیں بھی ایسی کہ اُ

بے سبب و شام قرآن یوحید

کرتے ہیں لفظوں کا پہلے بندوبست

دہر کا دیدیں اُس کو جس نے میں نے

پاس الفت کا زرخیز شہ کا خیا

بیٹھ بیٹھے دوستوں کو گالیاں

پر و نیت بد کہ تو بہ ہی بھلی

زہر وہ دل میں کہ خالق کی پنا

حیف وہ گندہ دہن طینت بیست

ساکریں اقرار جو کر دین شکست

یہ تو بائیں صاۃ کا اک کھیل ہے

آج ہے اخلاص کل جنگِ جدل

شغلہ اک یہ تو ہے دن رات کا

جو جھکا دابا کئے اُس کا گلا

افتر او کذب پھر اس پر مفسر

دیجھا خوش روح کو مفتوں گئے

ایک ہیں اغیار ہوں یا ہوں غیر

کہتے ہیں رہ رہ کے دل کے حوصلے

اگئی شامت جو اچھی بات کی

بات کیا ہے بھول جانا بات کا

جو ہوا ترش اُس کا منہ میٹا کیا

ہو گئے سر جس کو پایا منہ سر

وہ تو سیلے آپ مجنوں ہو گئے

دوست دشمن ہیں نہیں مطلق تمیز

دوا نہیں کو داغ جو ہیں دل جلے

قسمت اڑی جس نے سید ہی بات کی

شیطنت ہی اومیت کا ہے نام

ہر میں غم ہو جو عالم کو خوشی

ہم بھی کن کن خرمیوں میں طاق ہیں

کس لئے تو نے ہمیں پیدا کیا

ہائے ہوں کن مقوتوں میں کیا کہوں

اک جانب حرص اراں اک طرف

کیوں نہ کھائے قلب مضطرب و تڑپا

دہوکا دیتا غمندی کلمے کام

دوسروں کو بچ ہو غم کو خوشی

واہ کیا عادات کیا اخلاق ہیں

ہائے کیا کرنا تھا ہم نے کیا کیا

پھنسیا ہوں آفتوں میں کیا کہوں

ایک جانب نفس شیطان اک طرف

حد ہر بدیوں کی یہ عصیاں کلمتا

پر کرم پر تیرے جس کی ہو نظر

لب میں کھتا ہوں گل سیریں جو

اک نخس قطرہ سے جس کی ہو بنا

تو ہے دانا میں ہوں اک جگر ضعیف

ان کے دھوکہ میں جو آجاتا ہوں

قلب کو ہوتا ہے کیا کیا ننگ دعا

تیرا بندہ ہوں شقی ہوں یا سیم

اس کو کیا دنیا و ما فیہا کا ڈر

ذات تیری تو ہے غفار الذنوب

اس میں کیا پاکیزگی لے عسلا

پھر مقابل نفس و شیطان سے صحر

باے کیا کیا تجھ سے شر تاتا ہوں

ہاتھ رکھ لیتا ہوں ننہ پر بار بار

اے کریم العفو العفو اے کریم

خود میں شرمندہ ہوں اپنے کام پر

دیکھنا ہے کیا مرے افعال کا

کرتا کیا ہے میرے عصیاں پر

چھوڑ کر تھک بھلا جاؤں کہاں

لوگ کو بدکار جانیں گے مجھے

پھر تے آگے سرانگندہ ہوں

تجھ سے ناوم تجھ سے گو ہوں خد

کیا نتیجہ کی اگر اوس پر نظر

دیدنی ہے خود تری شانِ عطا

اپنے تو حسلم و کرم پر غور کر

بندگی کی ہے گلے میں ریمان

پر تر اسی عید مانیں گے مجھے

تو مرا مالک ترا بندہ ہوں میں

پر نہیں اٹھتی ترے در سے نظر

تیرا اندیشہ دل مضطرب ہے

سیم کی حاجت نہ یہاں زچاہئے

خاک پر رگڑوں جو سجدہ چین

عجزِ عبدیت مجھے مرغوب ہے

ہیں یہ آنکھیں طالبِ عفوِ قصور

نیچی آنکھیں ہوں تو کچھ کھٹکائیں

شرمِ عصیاں کی جو غالب آگئی

واہ کیا سودا خوشی کا سر میں ہے

تیرا سودا اور یہ سر چاہئے

بو سے پر لینے لگے ہوسہ میں

ہو اگر ابرو میں یوں خم خوب ہے

اک تحبلا اور بھی اسے برقِ طُور

ہے مژہ غفلت کا کچھ پردہ نہیں

صاف رخساروں نے پوری چھائی

مصیت پر اپنی سراپے ہوئے

تقل خاموشی دہن پر بے تو کیا

نعرہ اٹھا کسبہ گھر بھر میں

رات دن میں یہ سخن در دہان

ہو ترے فضل و عطا چرب کھانا

برق نوراک سینہ میں ہے جلوہ گر

ٹوٹا پیوٹا گھر تے قابل کہاں

بیٹھے ہیں گھر دن کو نہ ہوڑے ہوئے

دل سے آتی ہے دنیا کی صدا

مگر کہ نفس دنی کا سر کریں

اکامان پروردگار اکامان

دست حاجت اس کا ہو کھنڈر و راز

سانس جاتی اور آتی ہے کدھر

جو پسند آئے تجھے وہ دل کہاں

شعلہ ناز بہنم افسرد

ان سے کیا سر بہ ہو یہ عبد حقیر

عقل میری کیا میری تدبیر کیا

کیسے بچے کیسے بھائی کیا گھر

وام دود و دشت و طیور و انسان

جس کے دل میں ہو نہاں تیرا خطر

آنکھیں وہ پتھر انگیس وہ سر پھرا

نعرۂ مالک کہ ہل جائے جگر

ہو نہ حامی تو جو اسے رب قید

میری عزت کیا میری توقیر کیا

کسی دولت ال کس کا کس بازو

تو جو اپنا ہے تو اپنا ہے جہاں

اس کو کیا دنیا و ما فیہا کا دُر

دستگیری کر دگر نہ میں گمرا

حسرتوں کا دل پہ نزع ہے

آہ دل پر تیغ کیا غم کی پسلی

لب ہلانا اب تو مشکل ہو گیا

گر یہ وہ تراری کی بھی صد پہچنی

آفت یہ قہر ضبط افغاں تا کجا

یہ مصیبت یہ قیامت کب تک

تو نے جائے میں چلایا کروں

رحم کے قابل ہے یا رب میرا حال

دیکھ وہ منکا ڈھلا گردن ڈھلی

آفت جاں مطلب دل ہو گیا

ذلت و خواری کی بھی حد چنی

آفتوں کا سر یہ طوفاں تا کجا

اتہا بھی ہے یہ آفت کب تک

کیا کروں آخر خدا کیا کروں

اے کریم اے میرے چلانیشا

تاجدار اولیاء کا واسطہ

واسطہ اصحاب حق نگاہ کا

رحم کر ہم پر خدا یا رسم کر

جانی بندوں کی بھی برائے مرا

دے انھیں بھی جلد صحت یا تیم

اُن کو یا رب مال و دولت کی عطا

اے کریم اے میرے چلانیشا

رحم یا رب مصطفیٰ کا واسطہ

واسطہ آل رسول اللہ کا

وہم لبوں پہ ہے الہا رحم کر

دل شحتہ میں ہو کر دے ٹھکوشا

جہنم کی تیاری سے ہوا تقسیم

فکر میں روزی کی ہیں جو مبتلا

تیغ غم سے جن کے سینہ میں لگا

ہوں جبے اولاد انہیں دل شاد کر

صاحب اولاد جو ہیں خوش نصیب

شامت اعمال سے جو ہیں اسیر

شوق حج میں جو دھنکا کرتے ہیں

ہوں زیارت کے لئے جو مقبر

جو مافر ہو گئے ہوں در بدر

کرنے بٹائش ان کی بھی آکر دگا

جلد یار صاحب اولاد کر

دوران سے بچ ہو شادی تتر

دے خلاصی ان کو اے رتید

ان کو اس نعمت سے فرما بہرہ

جلد فائز کر انہیں اے کردگار

خیر خوبی سے انہیں پہنچا دے گھر

مخلصی دے دہرے دھواس سے

نامحسوس کے قول میں تاثیر دے

فکرے جو مضطرب ہیں صبح و شام

سرد مہری دہرے کا فور ہو

صہمت بیسے ہر اک کو دے بجا

ہو زباں میں خوبی قہر بھی

قوم کو علم دہن نہ کا ذوق دے

رکھ ہیں محفوظ حق الناس سے

عالموں کو عزت تو قیر دے

بگڑے ہیں حیا میں الہی اُن کے کام

گرمی باز اعرصیاں دور ہو

نیکیوں میں ہو بسردن ہو کہ را

بات اچھی بھی ہو پرتا شیر بھی

ایک اک سے زیادہ شوق دے

سختیاں افلاک کی نابود ہوں

خیر و البتہ ہو اپنے نام سے

ہو زبان دہر غیبتِ بڑی

دل کو صدقِ قول کی عادی ہے

دل کو ہو لہو و لعبت سے انتشار

نکلے ہونٹوں سے نہ کوئی لغوات

نیک ہے آغاز کا انجہام ہو

محط و طاعون و بامفقود ہوں

زندگی کے دن کیش آرام سے

ہو صفائے قلب کی کھیتی ہری

سچ سے رغبت جھوٹ کو نفرت ہے

ناچ گانے سے ہو پیدا اضطراب

قلب سے ہو دور ذوقِ مسکرات

بے غرض ہو جو ہر کام ہو

قلب تیرے نور سے معمور ہو

دل مثال آئینہ شفاف ہوں

تیری طاعت میں نہ ہو پیدا خلل

جلوہ عرفاں دکھائے آنکھ سے

یوں پیارے ہونے جائیں نیکام

یوں نظر پاکیزگی میں طاق ہو

فضل تیرا چاہئے تاں مد بھی

خلق کی ہمدردیوں میں چوہر ہو

کینہہ بغض و حسد سے صاف ہوں

بے ریا ہو جو ہمارا اہل

پردہ غفلت اٹھائے آنکھ سے

ہو نہ دل مائل سے فعل حرام

دیکھنا نا محرموں کا شاق ہو

ہو تجھی سے خوف بھی امید بھی

یادہ گوئی کا کوئی عادی نہ ہو

خُبث باطن سے ہو سب کو اجنبی

جس گھڑی میدانِ محشر ہو پیا

ہم بیان اپنی کریں بر سیرتی

ہم کو عصیاں سے پشیمانی رہے

ہم نخل ہوں دیکھ کر اپنے عیوب

ہو زیارت آلِ احمد کی نصیب

دور اندیشوں کی برباد نہی

زہد و تقویٰ کا ہو طلع آفتاب

ہوں پریشاں انبیاءِ اولیا

تو کہے لا تقنطوا من حمی

تیرے بخشش کی فراوانی رہے

تو کہے ہوں میں تو غفار الذنوب

ہو شفاعت بھی محمد کی نصیب

مصلحتاً انعام دیں اگر اقم دیں
 سایہ گستر ہو لو اے حمد جب
 کوئی مژدہ مغفرت کا آکے دے
 سر جھکائے اور ادب سے چڑھے
 لطف تیرا عام شیش ہے تم
 خواب میں ہو یا کہ بیداری میں
 شب جوانی کی طاعت میں کٹے

ساقی کو تر لبالب جام دیں
 قلب کے ہوں در سب پنج و تعب
 کوئی خبت کا قبالہ لاکے دے
 ہم حبیبِ پاس کے ہوں ساتھ تھا
 ہم کو بھی فرما عطا عفتل سلیم
 صرف اک لمحہ نہ بیکاری میں
 صبح پیری کی عبادت میں کٹے

جن طرف اٹھے پئے جس پر نظر

اٹھوں بیٹھوں ہوؤں کھاؤں یا پیوں

چلنے پھرنے میں نہ بھٹکے یہ تم

ہاتھ میں تیرا ہوا دامنِ کرم

در بدر کیوں ٹھوکریں کھائے نظر

انگوٹھ تیری شانِ قدرت پر ہے

ہمنچہ کے آگے ہو شکلِ مغفرت

انگوٹھوں میں ہوتیری قدرتِ مجتہد

دم تیرا بھرتا رہوں جتنا کہ جیوں

ہو تصویر میں صراطِ المستقیم

راہِ عرفاں کی طرف اٹھیں قدم

تو جد ہر بورخ میرا بھی ہوا ہو

تیری ہی جانب خمیدہ سر رہے

کان کو پہنچے نویدِ مرحمت

وورسب نیا کا ذوق شوق ہو

دن ہو خلق اللہ کی خدمت تمام

خلق جسم خواب غفلت میں ہے

قلب کو میلان بیداری ہے

درد دل پوچھے کوئی پرہیز ہے

مطلع کیوں حال سے سکو کر رہا

زخم دل اپنے دکھانا جاؤں یہ

تیری طاعت کا گلے میں طوق ہو

راتیں ہوں تیری عبادت میں تمام

تیرا بندہ تیری طاعت میں ہے

تیری خلوت کی طلبگاری ہے

جو کہوں تیرے سننے کو کہوں

دن کو جو گزے بیاں شکو کر رہا

تو سننے قصے سنا تا جاؤں میں

سب کا شکوہ بھی ہو تیرے روبرو

کچھ ہو بھرائی ہوئی آواز بھی

چپ جو ہو جاؤں کلجیہ بہنہ کو آئے

جس پہ سرگوشی کا سب ہو گمان

خود کرنا کا تبس ہو جا لیں رنگ

گاہ ہستا گاہ روتا جاؤں میں

گاہ قربان ہوں تیرے فضلِ آج

اپنا دکھڑا بھی ہو تیرے روبرو

شکر بھی تیرا کروں کچھ ناز بھی

خون سے تیرے کبھی اک کلا چائے

چپکے چپکے یوں سناؤں انسان

الف لیلہ کا جے میری وہ نگ

باہر آپے سے یہ ہوتا جاؤں میں

گاہ حیراں ہوں تیرے اہلال پر

گاہ داغ مصیبت دھونے لگوں

فلک
میں بھی یوں تڑپوں کہ ہن چائیں

کانپ جائے سرسبز غنیم

دیکھ کر کہنے لگیں یوں سوائے غیش

کون یہ روتا ہے آدمی رات کو

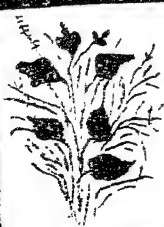
ہم جاؤں گاہ گہرے رونے لگوں

دوم ہو جائے سنا سے تاسک

جب تہ دل سے پکاروں یاسیم

دوم بخود ہو سکے سارے اہل غیش

کیوں پکارا قاضی حاجات کو



بارگاہ قدس سے آئے صدا

یہ وہ بندہ ہے میں حجابوں خدا



گیا فاضل دعا کا یہ محفل

کیجئے اب شاہ کے حق میں دعا

کون شہ جو خسر و عالم پناہ

خیر اندیش جہاں اعلیٰ خصال

قدر افزا قدر پرور قدر دال

وہ دریاۓ الطاف و عطا

یکہ تازہ عرصہ بدل و نوال

جاں نثاری میں نہ آجائے مل

اپنے ظل اللہ کے حق میں دعا

میر عثمان علی خان پادشاہ

بے عدیل و بے نظیر و ہمیشاں

عدل میں ہے ثانی نوشیرواں

گو ہر جہر کہم جہر سحرنا

تاجدار کشور جاہ و جلال

آفتاب آسمانِ عدل و داد

عالم و فاضل ذکی نیکو شمار

ذی شرف ذی مرتبت عالی

حامی سلام سلطانِ دکن

ابنیں انصاف سے مل لیا

کیا خدا نے پادشہ کو دیا

وصف اس کا دہر کو معلوم

ماہتاب برج الطان و داد

عادل و دانا و حیدر و زکا

ذی مروت ذی ہم و اکابر

مرجع مہندوستانِ جان کن

یہ نہیں ہے شاعرانہ قیل و قال

شکر اس کا ہونہیں سکتا ادا

ہند یورپ تک اس کی دہم

علم میں ہے فرد حکمت میں وحید

خلق اس کا خلق میں ممتاز ہے

ہر مہم میں اُس کی عجم ہوا عرب

فارسی بے مثل انگلش بے بدل

ان کی معلومات اللہ غنی

ہمت و مردانگی میں بے نظیر

خیر اندیشی میں تبحر فرد ہیں

فضل میں تبحر فراست میں مری

اُس پر برٹش انڈیا کو مارا ہے

تہ کیا کہتے ہیں زانوائے آد

اور اردو میں تو ہیں ضرب مثل

خوبی عادات اللہ غنی

مستقل دل غم رکھا قلعا گیر

دل سے خلق اللہ کے ہمدرد ہیں

علم و فہم ان کے انیس دیار ہیں

کیوں نہ ٹھکرتے حاسد نکاہو جگر

خوبیوں میں معدن افلاق ہیں

عفو کا طالب ہم کوئی داناؤ

گھر ہے مالک کا ہر اک کو اس سے

جب ہوا نہر کرم یہ ضو فشاں

موجود ہے ہیں کام پر جاری کام

دولت اقبال خد متگا رہیں

دیو مصاحب اس کے میں فیض و فیض

الغرض ہر اک صفت میں طاقت ہیں

خاطی و مظلوم کی ان پر نگاہ

کنگ کوٹھی پر ہجوم ناس ہے

ہو گیا دولت سے مستغنی جہاں

دنک جن کو دیکھ کر عالم تمام

علم پھیلا جہل کی ظلمت مٹھی

یہی کالج ہے عجب اراغ لوم

ہے کشش دار اقامت میں نہیں

علم کے پھولوں کی خوشبو میں بے

حبذا عثمان ساگر کی بنا

وہ حمایت ساگر بحسب کرم

جس سے فکر قحط سے عالم بری

مرجبار دود کی یونیورسٹی

شرق ہے غرب تک اک جی ہوگا

علم کی ہوتی ہے خود پیدا ہوس

کھل رہے ہیں مدرسوں پر درے

جس سے ہے سیراب مخلوق خدا

جو سمندر سے نہیں زہار کم

کھیتیاں ذول کی بھی ہیں سے ہری

کیا ہی بارونق ہے جنرل ہسپتال

کتے یونانی دوا خانے کھلے

فضل حق نے بھی دکھایا کیا کمال

جب مقاصدِ دل کے حاصل ہو گئے

واہ باغِ عامہ کا ٹاؤن ہل

صفت و حرفت کا پھیلا یا وہ جوش

کرویا ٹپرول کا عقدہ بھی سل

ہے دوا ہر ورد کی جس کا خیال

لاکھوں عثمانی دوا خانے کھلے

ہو گیا آب و ہوا میں اعتدال

خود بخود امراض زائل ہو گئے

دل شغفہ جس سے ہے گل کی مثال

اڑ گئے کارِ آرزو ہوں کے بھی شش

ہو گیا مہوہ سے پیدا لکھنسل

کارخانہ کیا کھلا صابون کا

ساتھ سے نور صفا جانے لگا

حکمت داری کی ایسا جوتس

کی بنائے ایک کلمہ کو نسل

خلق پر باب حکومت کھلیا

عزم جو دل میں کیا پورا کیا

کہ مسجد ہے جو مسجد شاندار

صاف ہے اعلان اس مقبول کا

شیر دل میں بھی تل لے لیا

جن کی حاجت تھی وہ حاصل ہو گیا

کیا ہوا جہتہ کار بر نعل

یا در اقلیم نصفت کھلیا

انفرض جو کچھ کیا اچھا کیا

تطلب شاہوں کی پڑانی یادگار

ایسی رونق پیشتر اس کے نہ تھی

آپ اوس میں جا کے پڑھتے ہیں نماز

زاہد و عابد کے دل میں باغ باغ

تھا کہاں یہ جستِ ارم ماہِ صوم

عید مولود اور حج کے دن یہاں

ہو محرم کا نہ جن کو کچھ ملال

تب خبردار اپنے بگائے ہو

آج ہے جو بات وہ پہلے نہ تھی

ہوتے ہیں کیا کیا مصلیٰ منسراں

معبودوں میں گھی کے جلے ہیں چراغ

خوابِ غفلت میں پڑی تھی سارنجی

ندیاں سینہ ہی کی رہتی تھیں اداں

ان کو کیا عیدین کا ہوتا خیال

جا بجا جب بند میخانے ہوئے

کیسے پٹایا ہے تیر ہی راہ سے

یا ہو یورپ میں کہ ترکستان میں

بے طلب فرماتے ہیں جاری سماں

جنگ یورپ کی اودھروں شاریا

وہ بیڑوں کا گلی کوچہ میں ڈر

فکر تھی کل کی جگہ یہاں آج کی

پڑ گیا عالم میں شور و حربا

کر کے آگ ب کو حکم افندے

چین میں ہو یا کوئی جاپان میں

مستحق کو کرتے رہتے ہیں تلاش

وہ رسالہ آفت قحط الامان

وہ گمرانی پارچہ کی محذر

آہ نایابی وہ مایستاج کی

شاہ نے کچھ انتظام ایسا کیا

نکل گیا دفتر بھی اکولات کا

ابر رحمت بھی سردوں پر چھا گیا

بھاری سے بھاری دکانیں ^{کھلنے} کھلیں

نرخ کی اصلاح سے ہمت بڑھی

بسکہ فریادیں گرانہ کی ہوئیں

تھے جو پوشیدہ خزانے کھل گئے

پرورش پانے لگے برناؤ پیر

بڑھ گیا صیفہ بھی تمسیرات کا

نرخ ہشیا ایک حد پر آ گیا

خاص سرکاری دکانیں ^{کھلنے} کھلیں

اور ادھر مزدوروں کی اجرت ^{بڑھی} بڑھی

جاری امدادیں گرانہ کی ہوئیں

جا بجا محتاج خانے کھل گئے

لاکھوں ہی محتاج لاکھوں ہنسی

دیتے پھرتے تھے منادی نیندا

کھنڈیوں تھا جمع غلہ جا بجا



جوش پر بحر عطاے شاہ ہے

خوان بہت ماخوان سل اللہ ہے



سب کے گھر بیٹھے برا آجاتے ہیں کاکا

واسطہ کچھ آنے جانے سے نہیں

ٹپ ہیں عرضی دوسری ڈال دی

فکر تھی سب کو کہ ہو گا کیا مال

اہل حاجت کا عجیب ہست ماست

کچھ غرض کہنے شانے سے نہیں

سر پہ جو آفت پڑی یوں ڈال دی

شہر کا تھا بعد طغیانی جو حال

جب ایش بلدہ کے کام

دور دل سے فکر مند ہو گئی

کلفتیں تنگی کی دل سے دگھڑیں

دل پہلجاتا ہے اہل بیچ کا

چارمینارہ کی ٹکریں دھیکر

واہ اسٹیشن وچھوٹی لین کا

خوشنما تعمیرہ ہائیکورٹ کی

منہ ہی نکلتے رو گئے رخصت عام

ملک میں آئینہ ہو گئی

ہوئیں

افضل گنج کا

آپے سے ہو جاتی ہے باہر نظر

خاصہ اک سامان ہے دل کی چین کا

ایسی تو دیکھی نہ کانوں سے سنی

وہ مکاں و برابر گو بہر بار کا
 جو غلاطت تھی ہوا کی دہو لگی
 ریلیں دوڑا دیں غرور تھی چلا
 ات وہ برقی روشنی کا انتظام
 چار جانب برق کے ننھے چلے
 جس نے دیکھا محویت ہو گیا
 عقید میں رائج تھیں جو فیضِ نول

جس میں عالم مطلع انوار کا
 نام ملی صحبت اسزا ہو گئی
 آمد و شد کی مٹیں دشواریاں
 کرو یا سب شہر کو ماہ تمام
 خلد میں باد صبا جیسے چلے
 حیدر آباد اب تو محنت ہو گیا
 تھانہ غیر خرچ جنے کچھ حصول

شیخوں ہی میں مٹے جاتے تھے لوگ

کسبیوں کی گرم بازاریں الگ

کیسی شادی خانہ بربادی ہوئی

شہ نے باتوں ہی میں ہل کر دیا

چھوڑ کر دنیا میں اولاد صغار

کوئی بن جاتا ولی کوئی بڑا

خود اڑاتے تھے منزے شامِ بحر

باج کمانے میں پٹے جاتے تھے لوگ

رشتہ داروں کی دل آزاری الگ

لٹ گیا وہ جس کے گھر شادی ہوئی

دروہ بھی دل سے زایل کر دیا

پہلے مر جاتا جو کوئی مال دار

ٹوٹ پڑتے ہر طرف سے پردِ وفا

کرب کے اس مظلوم کا برباد گھر

بے کج گول گیا کوئی جوان

پھر بھلا تھی پوچھنے کی کون با

رات دن پر یوں کا رہتا گھٹا

ناچ گانے سے اگر فرصت ملی

نور و غل سے تنگ ہمایا تمام

بے عمل مبتلا کوئی روتا کوئی

کہے رستم طبع اوس نے نرم کی

اہل ثروت صاحب نام و نیشا

دن کو ہوتی عید شب کو شب برا

اک بنا رہتا تھا گھر اندر بھا

بزد و بازی سے کلی دکلی کلی

اک لگا رہتا تھا میلہ صبح و شام

نوٹا ز کوئی غوش ہوتا کوئی

اس نے حاتم کہے ٹھھی گرم کی

الغرض ملتانہ کوئی بدکھسہر

کر دیا اس کا بھی شہ نے انداد

دیکھیں اب دفتر تیا مے کا اگر

انتظام آساں نہ تھا اسلاف کا

حد سے بڑھ جائے کسی کی کیا حجال

ہو ملازم یا کوئی مسیروزیہ

گرچہ رعشا مے ترساں ہین

ہو نہ جتنگ ستیا ناساں میں کا گھر

صحبتیں وہ ہیں نہ وہ شر و فساد

شہ کی دوراندیشیاں آئیں نظر

واہ کیا کہنا ہے اس انصاف کا

سب پہ ہے چھایا ہوا شہ کا جل

ہو کوئی آزاویا ہو گوشہ گیر

نام اقدس پر مگر ترساں ہین

حرم بھی فطرت میں ہے انصاف بھی

عفو کی جان بخشہ دیتے ہیں خطا

واقعی شان عدالت ہے یہی

وصف ظل اللہ میں میرا دل ہے ٹوٹا

شبہ و شک اس جگہ ہے مار دیا

کر لیں اطمینان دوڑا کر بنگاہ

کوئی بات اس میں تصنع کی نہیں

بر محل تہدید بھی الطاف بھی

جب سزا کا ہو محل دیدے سزا

حسن آئین سیاست ہے یہی

اور دعویٰ ہے مرادِ نحمہ کی چٹا

پھر بھی جو دوسوا میں ہوں متلا

ملک کے دیوار و در تک ہیں گواہ

ایک بھی لفظ اس میں مصنوعی نہیں

واقعی یہ تھے جو مضمون ہو گئے

لکھ رہا ہوں دلکش اک نظم اور بھی

تاکہ ہوں اہل عجم بھی شاد تر

صدقے شاہ تیرے ہر اک کلام کے

میں بھلا کیا اور کیا میری زبان

وصفِ شہ لکھنے کو دفتر چاہئے

ہو ادا اگر حق شاہی کی ہو وحد

شعر بھی قسمت سے موزوں ہو گئے

ہے زبان جس کی سراسر فرامی

کار نامے میرے شہ کے کچھ کر

شاہ ایسے ہوتے ہیں اسلام کے

مجھ سے وصفِ شاہ کا ہو کیا بیان

چینِ دل کو بخت یا در چاہئے

کم ہے اس میں جس قدر ہو جدو کد

اس کے ور کے پرورش پانچ

اہل شروت صاحب نام و نشان

کس کا صدقہ تھا جو یہ اعزاز عطا

وہ کرے اپنے خدا کا شکر کیا

میرے ظل اللہ کو رکھ حکمران

کر عطا تو سب ملک و مال میں

ان کے حاسد ہوں ذلیل و شرمنا

اور پھر وہ جو نمک کھائے ہو

تھے جدو آبا جو میرے بیگماں

وجہ کیا تھی جو ہر اک ممتاز تھا

شکر نعم جو نہیں کرتا ادا

یا خدا جب تک ہے قائم جہاں

ہو ترقی صحت و اقبال میں

خوش رہیں دنیا میں ان کے جاننا

سایہ میں اس شاہ کے!

برگ مہر تحفہ درویش

شاہزادوں کو بھی رکھ بھولا پھلا

نظم فاضل یہ جو شاہ پیش ہے

ایک چشمِ سرِ فدوی کی طر

در قبول اکسزد ہے غرضت

سحرام شد



برگِ نبر برائے نقل آئے مغز ارکان صاحبانِ نمٹنی نظامت تعلیمات کراچی از عالیجناب حید الدین صاحبِ سلیم

میں نے اس ثمنوی کو اول سے آخر تک پڑھا۔ مصنف کا کلام شاعری کے لحاظ سے
پختہ اور شاعری کے تمام ستمہ خوبیوں سے بھرا ہوا ہے۔ حمد و نعت کے علاوہ مصنف نے
جس مضمون پر نظم اٹھایا ہے مثلاً بہارِ میوانوں اور بیٹیوں کی حالت اہل دنیا کے
اخلاق وغیرہ اس کی تصویر کشیدہ ہے۔ بیان کا میراں موثر ہے۔ مناجات
طویل ہے مگر وہ بھی شاعرانہ انداز سے خالی نہیں۔ آخر میں آنحضرت خلد اللہ ملکہ کے
اوصاف اور آپ کے عہدِ مہینت ہند کے اصلاحات کا جو ذکر کیا ہے اس سے
حسنِ سخن کے علاوہ دلی خلوص اور عقیدہ تمندی کا جذبہ نمایاں ہیں اس ثمنوی کو
زبانِ مہیاں معنی و تخیل کے لحاظ سے نہایت عمدہ اور لائقِ تحسین آفریں
سمجھتا ہوں۔ فقط

۱۹۲۷ء

مردوم ۱۸ ستمبر ۱۳۳۶ھ

۹/۱۶

تقریظ

از عالیجناب سید یار جناب نظام طباطبائی

یہ شمنوی نہایت قابل قدر ہے۔ اس عہد ہمایون میں جو کچھ معارف و علوم میں
ترقیان ہوئیں جو کچھ اصلاح احوال ملک و رعایا میں انتظامات ہوئے یہ تفصیل
بیان کئے ہیں۔ برج میں خلوص و خیر اندیشی مناجات و دعائیں پسند و نصائح
نہایت خوبی سے ادا کئے ہیں کہ داد و دینا انصافی ہے۔ جزا اللہ خیر الجزاء
دین و اخلاق کی تعلیم اس کے علاوہ ہے کہ مصنف نے ایک نظیر پیش کر دی ہے کہ
دیکھو خدا ترس و خدا رس لوگوں کی مناجات ایسی ہوتی ہے۔

